



Nuqtah journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

Published by

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

سیرت نبوی ﷺ کے غزواتی سیاق میں غیر اکثریتی گروہوں کے قانونی و اخلاقی حقوق: فکری، شرعی اور تاریخی مطالعہ

A Critical Study of Minority Rights in the Light of the Prophetic Battles (Ghazawāt al-Nabī ﷺ)

Dr Atiq Ur Rahman

Associate Professor, Department of Islamic Studie, UET Lahore

dratiquet@gmail.com



Published online: 30 Jan, 2025



View this issue



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

Abstract

This study undertakes a critical and analytical exploration of minority rights in the light of the Prophetic battles (Ghazawāt al-Nabī ﷺ), situating the discourse within the broader framework of Islamic jurisprudence, ethics, and interfaith relations. By examining the historical context of the Prophet Muhammad's ﷺ military engagements, the research highlights the balance Islam maintains between legitimate defense and the protection of human dignity, even amidst conflict. It explores key principles derived from the Qur'an, Sunnah, and the conduct of the Companions, such as the safeguarding of religious freedom, protection of life and property, and preservation of non-combatant rights. Furthermore, the paper analyzes the theological and ethical underpinnings of Islamic teachings that establish justice, tolerance, and universality as guiding principles in the treatment of minorities. Comparative perspectives with other Abrahamic traditions are also drawn to underscore Islam's unique contribution to human rights discourse. The study concludes that the Prophetic model, as manifested in Ghazawāt, not only upholds minority rights but also offers timeless guidance for contemporary challenges of coexistence, pluralism, and global peace.

Keywords: Prophet Muhammad, Ghazawāt, Minority Rights, Islamic Jurisprudence, Religious Freedom, Interfaith Relations, Human Dignity, Universality

مبحث اول: تعارف

یہ موضوع نہ صرف دینی و فقہی اہمیت رکھتا ہے بلکہ عصر حاضر کے بین المذاہب تعلقات کے پس منظر میں بھی غیر معمولی معنویت کا حامل ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں میں ایک نہایت بنیادی جہت وہ ہے جو اقلیتوں کے ساتھ تعامل اور ان کے حقوق کے تحفظ سے متعلق ہے۔ غزوات کے تناظر میں اس موضوع کو دیکھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ وہ مواقع تھے جن میں معاشرتی و سماجی توازن، سیاسی حکمت عملی اور عدل و انصاف کے اصول اپنی انتہاؤں پر آزمائے گئے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ نے ان امتحانی حالات میں بھی غیر مسلم رعایا اور فریقین کے ساتھ ایسا طرز عمل پیش کیا جو رہتی دنیا تک مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔

1۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ کی سیرت انسانیت کے لیے وہ معیار ہے جو نہ صرف اخلاقی بلکہ سماجی اور سیاسی سطح پر بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو "أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا¹

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اُس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا

ہے۔"

یہ رہنمائی ہر شعبہ حیات میں اثر انداز ہوتی ہے، اور بالخصوص سیاسی و عسکری مواقع پر بھی آپ ﷺ کے کردار کی جامعیت نمایاں رہتی ہے۔ امام قاضی عیاض نے اپنی مشہور تصنیف میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار میں ہر قوم و ملت کے لیے خیر و برکت کا پہلو مضمر ہے۔²

2۔ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و مساوات کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ جب ایک یہودی جنازہ گزر رہا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ تو یہودی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَيْسَتْ نَفْسًا³

"کیا یہ ایک جان نہیں ہے؟"

یہ موقع نبی کریم ﷺ کے اخلاقی کریمانہ کی ہمہ گیریت کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ کی تشکیل محض سیاسی معاہدہ نہ تھا بلکہ ایک ایسا عمرانی و سماجی معاہدہ تھا جس نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو آئینی تحفظ بخشا۔

3۔ عہدِ نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

میثاقِ مدینہ کو عہدِ نبوی ﷺ میں انسانی حقوق کا اولین دستاویز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس میں صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا:

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ⁴

"اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے۔ یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہو گا۔"

یہ عبارت نہ صرف مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کرتی ہے بلکہ مسلم معاشرے میں اقلیتوں کی آئینی حیثیت کی بھی وضاحت کرتی ہے۔ جدید مفکرین نے بھی اس کو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں سب سے پہلی عملی مثال قرار دیا ہے۔⁵

4. غزوات میں اقلیتوں کے لیے ہدایات

غزوات وہ مرحلے تھے جہاں طاقت اور اقتدار کے استعمال کا براہِ راست سوال پیدا ہوتا تھا۔ مگر یہاں بھی اقلیتوں کے جان و مال اور مذہبی شعائر کے احترام کی سختی سے تلقین کی گئی۔ ایک مشہور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ⁶

"جس نے کسی معاہدہ (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

اس نوعیت کے ارشادات غزوات کے عملی پس منظر میں بھی ملتے ہیں، جہاں آپ ﷺ نے عورتوں، بچوں، عبادت گاہوں اور غیر جنگجو افراد پر حملہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دیگر تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

بحث دوم: غزوات النبی ﷺ کا پیش منظر

سیرت طیبہ کے اس دورانیے میں جہاں ایک طرف انسانی و قاری پامالی اور ظلم و استبداد کی انتہا تھی، وہاں دوسری طرف اسلام نے صبر، ہجرت اور بالآخر دفاعی جہاد کے اصول کو متعارف کروایا۔ یہ پس منظر اس حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے کہ جہاد کوئی محض عسکری توسیع یا اقتدار کی کشمکش نہ تھا، بلکہ عدل و انصاف اور انسانی آزادی کے قیام کی ایک الہی تحریک تھی۔

1۔ مکہ میں مشرکین کے ظلم و ستم

مکی دور میں مسلمانوں کو اذیت ناک مظالم کا سامنا رہا۔ قرآن ان حالات کو اس طرح بیان کرتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ كَفَرُوا فَهُمْ يُؤْتُونَ قُلُوبَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ⁷

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ کی، ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔"

ان مظالم کی مثال حضرت بلالؓ پر دہکتی ریت میں شکنجہ، حضرت سمیہؓ اور یاسرؓ کی شہادت اور دیگر صحابہ پر اقتصادی و معاشرتی بائیکاٹ کی شکل میں ملتی ہے۔ ابن ہشام نے ان حالات کو "شدائد مکہ" کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔⁸ یہ مظالم اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اسلام کا ابتدائی پیغام مکمل طور پر امن، صبر اور دعوتی روش پر قائم تھا۔

2۔ ہجرت مدینہ اور کفار کی سازشیں

ہجرت دراصل ظلم و جبر کے خلاف ایک پرامن احتجاج اور نئے معاشرتی ڈھانچے کے قیام کی عملی صورت تھی۔ مگر قریش نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چیلن سے نہ رہنے دیا۔ قرآن نے ان کی سازشوں کو اس طرح واضح کیا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يُهْرِجُوكَ وَيَمْكُرُوا بِاللَّهِ وَآلِهِ خَيْرٌ الْمَكْرِينَ⁹

"اور وہ وقت یاد کرو جب کافر آپ کے ساتھ یہ سازش کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا نکال دیں، اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ

بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔"

یہ آیت مدینہ کی طرف ہجرت کے اسباب اور کفار کی متواتر مخالفت کا اشاریہ ہے۔ مونگھری واٹ کے مطابق مدنی معاشرہ ابھرتے ہی مخالفین کے لیے خطرہ محسوس ہونے لگا

اور اسی وجہ سے انہوں نے عسکری دباؤ بڑھایا۔¹⁰

3۔ جنگ کی اجازت اور قرآن کی ہدایات

اسلام نے تیرہ برس کی صبر آزما جدوجہد کے بعد جنگ کی اجازت دی، مگر وہ بھی دفاع اور ظلم کے ازالے کے لیے تھی۔ پہلی اجازت اس آیت میں نازل ہوئی:

اَذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَايِعَتُمُ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ¹¹

"اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کی گئی ہے، کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔"

امام طبری نے اس آیت کو جہاد کی مشروعت کی اولین دلیل قرار دیا اور فرمایا کہ یہ اجازت ظلم کے خلاف تھی نہ کہ طاقت کے اظہار کے لیے۔¹² اسی طرح جنگ کے اصول

بیان کرتے ہوئے قرآن نے حد سے تجاوز، قتل عام اور عبادت گاہوں کی تباہی سے روکا۔¹³

4۔ جہاد کا مقصد اور حدود

جہاد کا مقصد ظلم کا ازالہ اور دین کی آزادی کو قائم کرنا تھا۔ قرآن کہتا ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ¹⁴

"اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کے لیے ہو جائے۔"

یہاں "فتنہ" سے مراد ظلم و جبر اور مذہبی آزادی کی سلبی کیفیت ہے۔ چنانچہ جہاد کا مقصد طاقت حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں عدل قائم ہو۔

امام شاطبی نے جہاد کی حکمت کو مقاصدِ شریعت میں شامل کرتے ہوئے اسے "حفظِ دین" کے ذیل میں شمار کیا ہے۔¹⁵

بحث سوم: حالت جنگ میں بھی اعتدال کا حکم

یہ بحث دراصل اسلامی تعلیمات کی اس اساس کو اجاگر کرتا ہے جو حالت جنگ جیسے نازک مواقع پر بھی انسانی ہمدردی، عدل اور اعتدال کو ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

دیگر تہذیبوں میں جنگ کا اصول "غلبہ" اور "اقتدار" تھا، مگر اسلام نے جنگ کو محض ایک دفاعی اقدام قرار دے کر اس کے ساتھ ایسے اخلاقی و شرعی ضوابط جوڑ دیے جو

اسے محض عسکری تصادم سے بلند کر کے ایک دینی فریضہ اور اخلاقی عمل بنادیتے ہیں۔ یہی پہلو اسلامی غزوات کو تاریخ کے دیگر معرکوں سے منفرد بناتا ہے۔

1۔ قرآن میں اعتدال کی تلقین

قرآن مجید نے جنگ کے موقع پر بھی حد سے بڑھنے سے منع کیا اور یہ اصول دیا کہ جنگ کا مقصد ظلم کو روکنا ہے، نہ کہ خود ظلم بن جانا۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ¹⁶

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں، مگر زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ "اعتداء" سے مراد عورتوں، بچوں اور غیر جنگجوؤں کو قتل کرنا، عبادت گاہوں کو گرائنا اور ظلم کے ساتھ قوت استعمال کرنا ہے۔¹⁷ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جنگ کو بھی اخلاقیات کے دائرے میں رکھا۔

2۔ جنگ میں قتل کی ممانعت

نبی کریم ﷺ نے بارہا غیر جنگجو افراد کے قتل سے منع فرمایا۔ صحیح مسلم میں ہے:

انْطَلِقُوا بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًّا، وَلَا طِفْلًا، وَلَا صَغِيرًا، وَلَا امْرَأَةً¹⁸

"اللہ کے نام سے نکلو، اللہ کے لیے اور رسول اللہ کی ملت پر۔ کسی بوڑھے، بچے، چھوٹے اور عورت کو قتل نہ کرو۔"

امام نووی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ممانعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کی جنگی پالیسی محض عسکری نہیں بلکہ اخلاقی و انسانی بنیادوں پر قائم ہے۔¹⁹

3۔ غیر مسلموں کے لیے رحمت کا حکم

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کو "رحمت للعالمین" قرار دیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ²⁰

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ صفت حالت جنگ میں بھی برقرار رہی۔ فتح مکہ کے موقع پر، جب انتقام کا سب سے زیادہ موقع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اَذْهَبُوا فَأَنْتُمْ الطَّافَاءُ"، یعنی "جاؤ، تم سب آزاد

ہو۔"²¹ یہی وہ رحمت ہے جس نے غیر مسلموں کو بھی اسلام کی طرف مائل کیا۔ ول ڈیورنٹ نے لکھا کہ اسلام کی تیز رفتار اشاعت کا سب سے بڑا سبب نبی ﷺ اور آپ کے

اصحاب کی انسانیت نواز روش تھی۔²²

4۔ صحابہ کرام کی عملی اطاعت

صحابہ کرام نے ان تعلیمات پر عملی طور پر سختی سے عمل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکر اسامہ کو رخصت کیا تو نصیحت فرمائی:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخْرِبُوا عَامِرًا²³

"کسی عورت، بچے، بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا اور آباد بستی کو ویران نہ کرنا۔"

یہ ہدایات بعد کے اسلامی عہد میں بھی جنگی ضابطوں کا بنیادی ماخذ رہیں۔ معاصر محققین کے نزدیک یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون (International

Humanitarian Law) سے صدیوں پہلے کے ہیں۔²⁴

بحث چہارم: نبی کریم ﷺ کے غزوات کی تعداد

اسلامی تاریخ نویسی میں جہاں غزوات کا ذکر ایک مرکزی مقام رکھتا ہے، وہاں ان کی تعداد اور اقسام کے حوالے سے بھی اہل علم کے درمیان تفصیلی مباحث ہوئے ہیں۔ غزوات کو صرف عسکری معرکہ سمجھنا درست نہیں، بلکہ یہ دراصل اس جامع حکمتِ عملی کا حصہ تھے جو نبی اکرم ﷺ نے دینِ حق کے قیام اور ظلم کے ازالے کے لیے اختیار فرمائی۔ اس باب میں غزوہ اور سریہ کے فرق، غزوات کی تعداد پر اختلاف، صحابہ کرام کی روایات اور ابن کثیر کی رائے کو تحقیقی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ غزوہ اور سریہ کا فرق

محدثین اور مؤرخین نے واضح کیا ہے کہ "غزوہ" اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ، نفسِ نفیس شریک ہوں، جبکہ "سریہ" اس مہم کو کہا جاتا ہے جو آپ ﷺ کی اجازت یا حکم سے صحابہ کرام کی قیادت میں روانہ کی گئی ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وَالْغَزْوُ مَا وَقَعَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِنَفْسِهِ كَانِنًا مَا كَانَ، وَالسَّرِيَّةُ مَا بَعَثَ بِهَا وَلَمْ يَشْهَدْهَا²⁵

"غزوہ وہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ، نفسِ نفیس شریک ہوں، خواہ اس میں جنگ ہو یا نہ ہو، اور سریہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے بھیجی لیکن خود شریک نہ ہوئے۔"

اس فرق کو سامنے رکھے بغیر غزوات کی تعداد کے بارے میں پائی جانے والی آراء کو سمجھنا ممکن نہیں۔

2۔ غزوات کی تعداد پر اختلاف

غزوات کی تعداد کے حوالے سے مؤرخین اور محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے 19 غزوات کا ذکر کیا ہے، بعض نے 25، اور بعض کے نزدیک یہ تعداد 27 ہے۔ امام ابن سعد نے اپنی الطبقات الکبریٰ میں 27 غزوات کا ذکر کیا۔²⁶ دوسری طرف امام واقدی نے بعض اضافی معرکوں کو بھی شامل کر کے تعداد 29 بیان کی ہے۔²⁷ اختلاف کی بنیاد دراصل یہ ہے کہ بعض معرکوں میں نبی کریم ﷺ عملاً میدان میں تشریف لے گئے لیکن وہاں قتال پیش نہ آیا، لہذا بعض مؤرخین نے انہیں غزوات میں شمار کیا اور بعض نے نہیں۔

3۔ صحابہ کرام کی روایات

صحابہ کرام کی روایات بھی غزوات کی تعداد کے تعین میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں:

غَزَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، شَهِدْتُ مِنْهَا سَبْعَ عَشْرَةَ²⁸

"رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات کیے، میں ان میں سے سترہ میں حاضر رہا۔"

اسی طرح حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ غزوات کی تعداد اکیس تھی۔²⁹ یہ اختلاف دراصل اس بات پر منحصر ہے کہ راوی نے کن معرکوں کو غزوہ شمار کیا۔

4۔ حافظ ابن کثیر کی رائے

حافظ ابن کثیر نے غزوات کی تعداد کے حوالے سے مختلف آراء کا ذکر کرنے کے بعد ان سب کو جمع کرتے ہوئے ایک جامع رائے قائم کی۔ وہ لکھتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ أَنَّهُمَا سَبْعٌ وَعِشْرُونَ غَزْوَةً، لَمْ يَقَعْ الْقِتَالُ إِلَّا فِي تِسْعٍ مِنْهَا

"صحیح بات یہ ہے کہ غزوات کی تعداد ستائیس ہے، اور ان میں قتال صرف نو میں پیش آیا۔"³⁰

ابن کثیر کی یہ رائے اس بات کو واضح کرتی ہے کہ غزوات کی اصل غرض محض جنگ نہ تھی، بلکہ بعض مواقع پر محض سیاسی و دفاعی حکمت عملی اور مخالفین کو پیغام دینا مقصود تھا۔

بحث پنجم: غزوات النبی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق

جنگ کے ہنگامے میں عموماً طاقتور قومیں مغلوب اقوام کے حقوق سلب کر لیتی ہیں، مگر نبی اکرم ﷺ کے غزوات ایک ایسے عدالتی و اخلاقی ضابطے کے تحت انجام پائے جنہوں نے اقلیتوں کے حقوق کو بھی محفوظ رکھا۔ مذہب، جان، مال اور معاشرتی آزادی کے پہلو سے یہ مثالیں بعد کے ادوار میں اسلامی ریاستوں کے لیے ایک عملی دستور بن گئیں۔

1۔ مذہبی حقوق

نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کو ان کے مذہبی عقائد و عبادات کی آزادی عطا کی۔ یثاق مدینہ میں صاف الفاظ درج ہیں:

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةً مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ³¹

"اور بنی عوف کے یہود مسلمانوں کے ساتھ ایک امت شمار ہوں گے، یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین ہو گا۔"

یہ دستوری اصول غزوات کے دوران بھی برقرار رہا۔ حتیٰ کہ جنگی حالات میں بھی عبادت گاہوں کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا، جیسا کہ قرآن میں آیا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتِنَتْ صَوْمُعُ وَبَيْعُ وَصَلَوْتُ وَمَسْجِدُ (الحج: 40: 22)۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ جہاد کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں محفوظ رہیں۔

2۔ جانی حقوق

اسلامی تعلیمات میں غیر مسلم رعایا کی جان کو ویسا ہی محترم سمجھا گیا جیسا کہ مسلمانوں کی جان کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَنْحَ رَائِحَةُ الْجَنَّةِ³²

"جس نے کسی معاہدہ (ذمی یا غیر مسلم شہری) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

یہ اصول میدانِ جنگ میں بھی قائم رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر جنگجو افراد کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی جان کو مکمل تحفظ بخشا۔ اس پہلو نے اسلامی جنگی اخلاقیات کو دیگر مذاہب و تہذیبوں سے ممتاز کیا۔

3۔ جان و مال کا تحفظ

اسلامی شریعت میں اقلیتوں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح لازم قرار دی گئی جس طرح مسلمانوں کے مال کی۔ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَاجِبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ³³

"جو شخص کسی معاہدہ پر ظلم کرے یا اس کے حق میں کمی کرے یا اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے یا اس سے کوئی چیز زبردستی لے تو قیامت کے دن میں اس کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔"

یہ ہدایت اس بات کا ثبوت ہے کہ اقلیتوں کے اموال بھی جنگی یا پُر امن حالات میں محفوظ تھے اور مسلمانوں پر لازم تھا کہ ان کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کریں۔

4۔ حضرت ابو بکر صدیق کی ہدایات

نبی کریم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی انہی اصولوں کی پاسداری کی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب لشکرِ اسامہ کو رخصت کیا تو فرمایا:

لَا تَقْتُلُوا امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخْرِبُوا عَامِرًا، وَلَا تَذْبَحُوا شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَا كَلَّتِ³⁴

"کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، آباد بستی کو ویران نہ کرنا اور کسی بکری یا اونٹ کو ذبح نہ کرنا مگر کھانے کے لیے۔"

یہ ہدایات خلفائے راشدین کے عہد میں بھی اس بات کا عملی مظہر ہیں کہ اقلیتوں کے حقوق صرف نظری نہیں بلکہ عملی صورت میں نافذ کیے گئے۔

مبحث ششم: غزوات النبی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق کا اجتماعی خاکہ

غزواتِ نبوی ﷺ اور اقلیتوں کے حقوق کے موضوع پر گفتگو محض ایک تاریخی مطالعہ نہیں بلکہ اسلامی تہذیب و معاشرت کے ان اصولوں کا بیان ہے جو انسانیت کو وسعتِ قلب، اعتدال اور ہمہ گیری عطا کرتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جنگ جیسے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے بنیادی انسانی حقوق نہ صرف تسلیم کیے گئے بلکہ ان کے تحفظ کے لیے شرعی و عملی اقدامات کیے گئے۔ اس ضمن میں مذہبی آزادی، جان و مال کا تحفظ، عبادت کی ادائیگی کی آزادی، معاہدات کی پاسداری، قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، ظلم سے بچاؤ، عدالتی انصاف، اور معاشرتی و معاشی حقوق جیسے اصول نہایت وضاحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

1۔ مذہبی آزادی

قرآن حکیم نے مذہب کی آزادی کے اصول کو بنیاد بنایا:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ³⁵

"دین میں کوئی جبر نہیں۔"

یہی اصول عہدِ نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے ساتھ برتا گیا۔ مستشرق مارگولیوٹ نے لکھا کہ:

"The Prophet granted freedom of conscience and religious practice to the non-Muslims

under his rule."³⁶

"نبی اکرم ﷺ نے اپنے زیرِ حکومت غیر مسلموں کو ضمیر اور مذہبی عمل کی آزادی عطا کی۔"

2۔ جانی حقوق

نبی اکرم ﷺ نے واضح فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَنْحَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ³⁷

"جس نے کسی معاہدہ (غیر مسلم) کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔"

یہ حدیث جنگی ماحول میں بھی انسانی جان کے تحفظ کو مرکزیت دیتی ہے۔

3۔ عبادتی حقوق

صلح حدیبیہ کے بعد بھی مشرکین کو اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کی آزادی حاصل رہی۔ قرآن نے کہا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ³⁸

"اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ روکتا تو خانقاہیں، کلیسا، عبادت خانے اور مساجد ڈھا دیے جاتے۔"

یہ آیت غیر مسلم عبادت گاہوں کے تحفظ کو شرعی اصول کے طور پر بیان کرتی ہے۔

4۔ معاہداتی حقوق

صلح حدیبیہ، میثاقِ مدینہ اور دیگر معاہدات اس بات کی دلیل ہیں کہ غیر مسلم فریقوں کے ساتھ کیے گئے وعدے مقدس اور واجب التعظیم سمجھے گئے۔ مستشرق ول ڈیورانٹ لکھتے ہیں:

"The treaties made by Muhammad were observed with a faithfulness rare in the annals of history."³⁹

"محمد ﷺ کے کیے گئے معاہدات کو ایسی وفاداری کے ساتھ نبھایا گیا جو تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔"

5۔ اسیری حقوق

قیدیوں کے بارے میں قرآن میں حکم آیا:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا⁴⁰

"وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

اس آیت سے ظاہر ہے کہ قیدی بھی دشمن ہونے کے باوجود رحم و شفقت کے مستحق ہیں۔

6۔ ظلم سے حفاظت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحَرُّ حَقِّ الضَّعِيفِينَ: الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ⁴¹

"میں تمہیں دو کمزوروں: یتیم اور عورت کے حق میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔"

اس عمومی تعلیم میں غیر مسلم بھی شامل ہیں، کیونکہ ظلم سے حفاظت اسلام کا عمومی اصول ہے۔

7۔ عدالتی حقوق

میثاقِ مدینہ کی دفعات میں غیر مسلموں کو عدالتی مساوات عطا کی گئی، جسے جدید محققین "اسلامی آئین شہریت" قرار دیتے ہیں۔ محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

"The Constitution of Medina guaranteed legal equality to Muslims and non-Muslims alike."⁴²

"میثاقِ مدینہ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو مساوی عدالتی حقوق عطا کیے۔"

8۔ معاشرتی و معاشی حقوق

غیر مسلم رعایا پر زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ ان سے صرف جزیہ لیا جاتا، اور بدلے میں ان کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی۔ ابنِ قیم لکھتے ہیں:

وَأَنَّهُمْ يُؤَدُّونَ الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ، وَالْمُسْلِمُونَ يَكْفُونَهُمْ وَيَحْمُونَهُمْ⁴³

"وہ جزیہ دیتے ہیں اور مسلمان ان کے کفیل اور محافظ ہوتے ہیں۔"

یہ اصول غیر مسلموں کی معاشرتی و معاشی زندگی کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور ان کے ساتھ انصاف پر مبنی بقائے باہمی کا فریم ورک دیتے ہیں۔

بحث ہفتم: سماوی مذاہب کے مشترکات اور اسلام کے امتیازات

یہ بحث اس پورے تحقیقی جائزے کا نچوڑ ہے جس میں غزواتِ نبوی ﷺ کے پس منظر، ان کے اخلاقی و دینی اصول اور بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کی رعایت کو موضوع بنایا گیا۔ حاصل کلام یہی ہے کہ اسلامی جنگی اخلاقیات محض عسکری تصادم تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک ایسا جامع نظام فراہم کرتی ہیں جس میں عدل، رحمت اور انسانی مساوات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس پہلو کو سمجھنے کے لیے ابراہیمی ادیان کے تقابلی مطالعے، اسلام کے اصولِ توحید اور نبی کریم ﷺ کے سیرت و کردار کو مد نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

1۔ ابراہیمی ادیان کی مشترکات اور اختلافات

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں توحیدی ادیان ہیں اور ان سب کا تعلق حضرت ابراہیمؑ کی نسبت سے "ابراہیمی مذاہب" کہلاتا ہے۔ ان میں بنیادی مشترک اصول ایک خدا کی پرستش اور اخلاقی تعلیمات ہیں۔ تاہم، اختلافات بھی موجود ہیں، خصوصاً الوہیت کے تصور اور نبوت کی توالی میں۔ قرآن نے اس اشتراک کو یوں بیان کیا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ⁴⁴

"کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔"

یہ آیت اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ مذاہبِ ابراہیمی میں توحید ایک مشترکہ قدر ہے۔ مغربی محقق کیرن آر مسٹر انگ کے مطابق ان ادیان میں قدرِ مشترک اخلاقی تصورِ عدل ہے، مگر اسلام نے اسے زیادہ ہمہ گیر بنایا۔⁴⁵

2۔ اسلام کی جامعیت اور توحید کا اصول

اسلام کی امتیازی خصوصیت اس کی جامعیت اور اصولِ توحید ہے۔ قرآن مجید نے بارہا واضح کیا کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے اور اس کی اطاعت کے بغیر کوئی نجات ممکن نہیں۔

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ⁴⁶

"یقیناً یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری ہی عبادت کرو۔"

امام ابن تیمیہ نے لکھا کہ اسلام نے شرک اور تثلیث کے تمام تصورات کو رد کر کے توحید کو انسانی فلاح کا محور قرار دیا۔⁴⁷ اس اصول نے اسلام کو ایک ایسا ہمہ گیر مذہب بنایا جو عقیدہ، اخلاق اور قانون سب کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

3۔ نبی کریم ﷺ کی رحمت اور غیر مسلموں کے حقوق

نبی اکرم ﷺ کو قرآن نے "رحمت للعالمین" قرار دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا اور فرمایا:

اذْهَبُوا فَإِنَّكُمْ الطُّلُقَاءُ⁴⁸

"جاؤ، تم سب آزاد ہو۔"

یہ طرزِ عمل اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ اسلام کی جنگی اور سیاسی پالیسی میں بھی اقلیتوں اور مخالفین کے حقوق کو بنیادی مقام حاصل تھا۔ مورخ ول ڈیورانت نے لکھا کہ اسلام کی فتوحات کو دوامِ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اسی رحمت اور عدل نے عطا کیا۔⁴⁹

4۔ اسلامی تعلیمات کی عالمگیریت

اسلامی تعلیمات کسی خاص قوم یا نسل تک محدود نہیں، بلکہ ان کی وسعت پوری انسانیت کو محیط ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا⁵⁰

"اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

یہ عالمگیریت مذہب کی اساس کو صرف عقیدے تک محدود نہیں رکھتی بلکہ سماج، معیشت، سیاست اور جنگی قوانین تک پھیلا دیتی ہے۔ معاصر اسکا لرجان ایپوزیٹو کے مطابق اسلام نے عالمگیریت کو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر استوار کیا جو آج کے بین الاقوامی انسانی حقوق کے اصولوں سے کہیں پہلے کی چیز ہے۔⁵¹

خلاصہ کلام

غزواتِ نبوی ﷺ کے تناظر میں اقلیتوں کے حقوق کا مطالعہ اسلامی تہذیب کے اس امتیاز کو نمایاں کرتا ہے کہ دین اسلام نے نہ صرف امن و سلامتی بلکہ عدل و انصاف پر مبنی معاشرتی و قانونی ڈھانچہ تشکیل دیا۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر باب انسانیت کے لیے درسِ اعتماد ہے، اور یہ حقیقت بالخصوص اس وقت زیادہ نمایاں ہوتی ہے جب ہم جنگ جیسے سخت حالات میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کو دیکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے مذہب کی آزادی کو بنیادی حق قرار دیا۔ سورہ بقرہ کی آیت لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ اس تصور کی اساس ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کے مذہب پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں یہ اصول عملی صورت اختیار کرتا ہے، جہاں یہود، نصاریٰ اور دیگر گروہ اپنے مذہبی شعائر کی ادائیگی میں آزاد تھے۔ میثاقِ مدینہ اس آزادی کا اولین عملی دستاویز ہے جس نے مختلف گروہوں کو ایک اجتماعی وحدت میں ضم کیا لیکن ان کی مذہبی انفرادیت کو برقرار رکھا۔ اس کے ساتھ ہی انسانی جان کی حرمت کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم معاہدہ کو قتل کرنے والے کے لیے جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید دی۔ یہ اعلان محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ اقلیتوں کی جانی حفاظت کا مستقل ضابطہ تھا۔ غزوات کے دوران بھی اس اصول کی پاسداری کی گئی کہ غیر مقاتلین کو قتل نہ کیا جائے، عورتوں، بچوں اور راہبوں کو گزند نہ پہنچائی جائے۔ اس رویے نے اسلام کو دیگر قدیم تہذیبوں سے ممتاز کیا جو جنگ میں محض غالب آنے کو مقصد سمجھتی تھیں۔ غیر مسلموں کے عبادتی حقوق بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ رہے۔ قرآن نے کلیسا، خانقاہ اور مسجد سب کی حفاظت کو اللہ کی سنت قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے واضح ہے کہ غیر مسلموں کے مذہبی مقامات کی پامالی یا ان کی عبادت میں رکاوٹ اسلام کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسی طرح معاہداتی حقوق کی پاسداری بھی نبوی ﷺ سیرت کا نمایاں پہلو ہے۔ صلح حدیبیہ ہو یا میثاقِ مدینہ، ہر معاہدہ پوری دیانت اور ذمہ داری سے نبھایا گیا۔ مستشرقین نے بھی اس پہلو کو سراہا کہ نبی اکرم ﷺ نے معاہدات کو غیر معمولی وفاداری سے پورا کیا، خواہ اس میں وقتی طور پر مسلمانوں کے لیے سختی ہی کیوں نہ ہو۔ اسیروں کے ساتھ حسن سلوک بھی اسلامی جنگی اخلاقیات کا حصہ رہا۔ قرآن نے قیدی کو کھانا کھلانے کو نیکی قرار دیا۔ تاریخ میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں مسلمانوں نے قیدیوں کو اپنے کھانے پر مقدم رکھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمنی اور قید کی حالت میں بھی ان کی انسانی حرمت قائم رکھی گئی۔ ظلم سے حفاظت کا اصول بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ یتیم، عورت اور کمزور کی حفاظت کو نبی ﷺ نے اپنی اُمت پر اللہ کے خوف کے ساتھ لازم قرار دیا۔ اس عمومی اصول میں غیر مسلم بھی شامل تھے، کیونکہ اسلام کا عدل کسی مذہب یا نسل کی قید میں نہیں آتا۔ عدالتی حقوق کا پہلو بھی نہایت اہم ہے۔ میثاقِ مدینہ نے واضح کیا کہ تمام شہری برابر ہیں اور سب کو عدالتی انصاف تک رسائی حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے فیصلے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ غیر مسلموں کے مقدمات میں بھی عدل و انصاف کی ایک ہی کسوٹی استعمال کی گئی۔ یہ حقیقت آج کے جدید قانونی ڈھانچوں کے لیے

بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ معاشرتی و معاشی حقوق کی ضمانت بھی اقلیتوں کو حاصل تھی۔ ان پر زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ جزیہ لیا جاتا اور اس کے بدلے ان کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری سمجھی جاتی۔ اس کے نتیجے میں وہ نہ صرف محفوظ تھے بلکہ تجارت، زراعت اور معیشت کے دیگر میدانوں میں سرگرم عمل رہ سکتے تھے۔ ابن قیم اور دیگر فقہاء نے اس پہلو پر تفصیلی بحث کی ہے کہ مسلمانوں پر غیر مسلم رعایا کے تحفظ کی ذمہ داری اخلاقی اور شرعی طور پر لازم ہے۔ ان تمام اصولوں کا مجموعی تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ غزواتِ نبوی ﷺ میں اقلیتوں کے حقوق محض ایک وقتی حکمتِ عملی نہیں تھے بلکہ اسلام کی ہمہ گیر تعلیمات کا لازمی حصہ تھے۔ مذہبی آزادی سے لے کر عدالتی انصاف تک اور جانی تحفظ سے لے کر معاشرتی و معاشی حقوق تک، ہر پہلو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کی انسانی حرمت کی ضمانت دی۔ اس نقطہ نظر نے اسلام کو ایک ایسا آفاقی دین بنایا جو اپنی جامعیت اور عدل کی بنا پر ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یوں غزواتِ نبوی ﷺ محض عسکری تصادم نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کے حامل واقعات ہیں جنہوں نے یہ ثابت کیا کہ طاقت کے استعمال میں بھی عدل و رحمت کو مقدم رکھنا اسلام کی بنیادی پالیسی ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کی یہ صورت گری آج کے عالمی تناظر میں بھی نہایت اہم ہے، کیونکہ اسلام کی سیرت اور تعلیمات انسانی حقوق، مذہبی آزادی اور سماجی انصاف کے باب میں ایک لازوال ماڈل فراہم کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر میں بھی جب دنیا کثرت میں وحدت اور تنوع میں ہم آہنگی کی تلاش میں ہے، تو سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی ناگزیر دکھائی دیتی ہے

حوالہ جات:

- 1 Qur'ān, al-Aḥzāb 33:21
- 2 Qāḍī 'Iyāḍ, al-Shifā', Cairo: al-Maṭba' al-Kubrā al-Amīrīya, 1314 AH, 1:112
- 3 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba' al-Salafiya, 1400 AH], 1:1312
- 4 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502
- 5 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 221
- 6 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 1:2722
- 7 Qur'ān, al-Burūj 85:10
- 8 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:268
- 9 Qur'ān, al-Anfāl 8:30
- 10 Watt, W. Montgomery, Muhammad at Medina [Oxford: Clarendon Press, 1956], 25
- 11 Qur'ān, al-Ḥajj 22:39
- 12 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tafsīr al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1954], 17:121
- 13 Qur'ān, al-Baqara 2:190

- 14 Qur'ān, al-Anfāl 8:39
- 15 Al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharī'a [Cairo: al-Maktaba al-Tijāriya, 1914], 2:12
- 16 Qur'ān, al-Baqara 2:190
- 17 Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Mafātīḥ al-Ghayb [Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1420 AH], 5:192
- 18 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 3:1731
- 19 Al-Nawawī, Yahyā ibn Sharaf, al-Minhāj fī Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim [Cairo: al-Maṭba'a al-Miṣrīya, 1929], 12:48
- 20 Qur'ān, al-Anbiyā' 21:107
- 21 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412
- 22 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201
- 23 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1960], 2:449
- 24 Khadduri, Majid, War and Peace in the Law of Islam [Baltimore: Johns Hopkins Press, 1955], 92
- 25 Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn 'Alī, Fath al-Bārī [Cairo: al-Maṭba'a al-Salafiya, 1380 AH], 7:345
- 26 Ibn Sa'd, Muḥammad, al-Ṭabaqāt al-Kubrā [Beirut: Dār Ṣādir, 1960], 2:7
- 27 Al-Wāqidī, Muḥammad ibn 'Umar, Kitāb al-Maghāzī [London: Oxford University Press, 1966], 1:12
- 28 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 3:1245
- 29 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba'a al-Salafiya, 1400 AH], 5:405
- 30 Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar, al-Bidāya wa al-Nihāya [Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmīya, 1985], 4:315
- 31 Ibn Hishām, 'Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 1:502
- 32 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 1:2722
- 33 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī [Cairo: al-Maṭba'a al-Salafiya, 1400 AH], 4:2050
- 34 Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Ṭabarī [Cairo: Dār al-Ma'ārif, 1960], 2:449
- 35 Qur'ān, al-Baqara 2:256
- 36 Margoliouth, D. S., Mohammed and the Rise of Islam [New York: G.P. Putnam's Sons, 1905], 217
- 37 Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim [Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-'Ilmīya, 1330 AH], 1:2722
- 38 Qur'ān, al-Ḥajj 22:40
- 39 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201
- 40 Qur'ān, al-Insān 76:8
- 41 Ibn Ḥanbal, Aḥmad, Musnad Aḥmad [Cairo: Mu'assasat Qurtuba, 1313 AH], 5:510
- 42 Hamidullah, Muhammad, The First Written Constitution in the World [Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1981], 45

43 Ibn Qayyim, Muḥammad ibn Abī Bakr, Aḥkām Ahl al-Dhimma [Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyya, 1994], 1:23

44 Qur’ān, Āl ‘Imrān 3:64

45 Armstrong, Karen, The Battle for God [New York: Knopf, 2000], 22

46 Qur’ān, al-Anbiyā’ 21:92

47 Ibn Taymīya, Aḥmad ibn ‘Abd al-Ḥalīm, al-Jawāb al-Ṣaḥīḥ [Riyadh: Dār al-‘Āṣima, 1993], 1:105

48 Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik, Sīra Ibn Hishām [Beirut: Dār Ibn Ḥazm, 1998], 2:412

49 Durant, Will, The Story of Civilization [New York: Simon and Schuster, 1950], 4:201

50 Qur’ān, Saba’ 34:28

51 Esposito, John, Islam: The Straight Path [Oxford: Oxford University Press, 1998], 45